

ستارہ: نہیں اباجی جانتے بھی ہیں یا نہیں (آنکھیں بند کر کے) پہلے تو افتخار اگر میں  
 انہیں کچھ بھی نہیں بتاتی تھی پھر..... پھر بھی انہیں میرے سارے دکھوں کا علم  
 ہو جاتا تھا اب شاید.....

(سو جاتی ہے کیمہ ستارہ کے چہرے سے افتخار پر آتا ہے۔ گہرا دکھ موجود ہے۔)

کٹ

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(سکندر اپنی کار میں ریڈیو سٹیشن آتا ہے۔ پھانک سے سکندر کی کار آتی ہے۔ Barrier  
 کھلتا ہے۔ کار مڑتی ہے۔)

کٹ

سین 4 آؤٹ ڈور وہی وقت

(ریڈیو سٹیشن کے سامنے کار رکتی ہے سکندر اترتا ہے۔ سیڑھیاں چڑھتا ہے۔ ماسٹر لطیف  
 سیڑھیاں اتر رہے ہیں سلام کرتے ہیں سکندر جواب نہیں دیتا لطیف حیران کھڑا رہتا ہے۔)

(فیڈ آؤٹ)

سین 5 ان ڈور

(اناؤنسر اور سکندر)

اناؤنسر: سکندر صاحب ایک سوال پوچھنا ہے آپ سے۔

سکندر: جی ضرور۔

اناؤنسر: جس مقام پر آج آپ ہیں اور جس طرح سارے ملک میں آپ کے گیت گونج رہے ہیں اس ترقی یا کامیابی کا کوئی خاص نسخہ آپ کے ساتھ آیا ہے۔

سکندر: (خود اعتمادی سے) جب میں لاء کا سٹوڈنٹ تھا تو اس وقت سے میرے دل میں پلے بیک سگر بننے کا خیال رہا کرتا تھا۔ میرا خیال ہے جو خواب آدمی دیکھتا ہے ان کی تعبیر اسے زندگی میں اسی وقت ملتی ہے جب وہ انتھک کوشش کرے رات دن اس خواب کو پانے کے لیے جدوجہد کرے اور راستے کی کسی مشکل کو کوہ گراں نہ بنائے۔

اناؤنسر: کسی شخص، کسی ادارے، کسی وسیلے کی مدد سے آپ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ یہ سب ذاتی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

سکندر: دیکھئے کوئی شخص یہاں کسی کی مدد نہیں کرتا نہ کر سکتا ہے۔ ہر شخص یہاں اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ منزل مل جائے تو دوسروں کے سرسہرہ باندھتا ہے۔ گم گشتہ ہو جائے تو دوسروں پر الزام دھرتا ہے۔ یہ دونوں طریقے غلط ہیں جو کچھ ہوتا ہے اپنے فیصلے سے ہوتا ہے۔

اناؤنسر: آپ اپنی زندگی کا کوئی دلچسپ واقعہ سنائیں گے؟

سکندر: جس روز میں اپنی زندگی کی پہلی ریکارڈنگ کے لیے بوتھ میں آیا۔

اناؤنسر: آپ کا پہلا گانا۔

سکندر: پیانا م کا دیا جلا ہے ساری رات

اناؤنسر: جی وہ تو مشہور گلوکارہ ستارہ کے ساتھ تھا۔

سکندر: اس وقت وہ سمجھتی تھیں کہ شاید میں نروس ہو رہا ہوں اور یقین کیجئے میں نروس

نہیں تھا۔ خوش تھا جو پسینہ میرے ماتھے سے وہ پونچھ رہی تھیں وہ

Excitement کا تھا۔

اناؤنسر: سکندر صاحب۔ محترمہ ستارہ نے شادی کے بعد گانا چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے کیا

آپ بتائیں گے؟

سکندر: جس مقام پر وہ کئی سال رہی ہیں اس کے پیش نظر میں کہوں گا کہ یہ فیصلہ ان کا ذاتی تھا۔ کبھی کبھی شہرت سے بھی بوریت ہونے لگتی ہے۔

اناؤنسر: کہیں آپ نے..... مشرقی شوہر کی طرح ان کی راہ میں روڑے تو نہیں اٹکائے۔

سکندر: وہ اس قدر مشرقی بیوی بھی نہیں ہیں کہ کسی چھوٹے موٹے روڑے کی پروا کریں۔

اناؤنسر: میرا خیال ہے کہ ہمارے سننے والے آپ کی آواز سننے کے لیے بے تاب ہوں گے۔ اگر زحمت نہ ہو تو حسب وعدہ ایک گیت.....

سکندر: جی ضرور..... آج میں آپ کو ایک نیا گیت سناتا ہوں۔ یہ میں نے غوری صاحب کی فلم ”کالی رات“ کے لیے ریکارڈ کر لیا ہے۔

اناؤنسر: کچھ اس کی Situation بھی بتا دیجئے۔

سکندر: ہیر و دل برداشتہ کوٹھے پر جاتا ہے۔ یہاں ناچنے والی موتی بیگم جو دراصل اس کی بیوی ہے مجرا کر رہی ہے۔ غم زدہ ہیر و گانے لگتا ہے۔

اناؤنسر: موتی بیگم کارول مشہور اداکارہ عاشی اور ہیر و جمال کارول افتخار سلیم کر رہے ہیں۔ میری Information ٹھیک ہے ناں۔

سکندر: جی بالکل۔

(سکندر اٹھتا ہے Standing Mike تک پہنچتا ہے اور گانے کی استھائی اٹھاتا ہے۔)

غزل: ساغر صدیقی۔

جھوم کر گاؤں میں شرابی ہوں  
رقص فرماؤں میں شرابی ہوں

کٹ

سین 6 ان ڈور (ہسپتال) دن

(ستارہ ہسپتال میں لیٹی ہے۔ میز پر ریڈیو پڑا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے آنسو

گر رہے ہیں۔ نرس اس کے بال بنانے میں مشغول ہے ریڈیو پر انترہ آتا ہے۔)

آواز: حادثے روز ہوتے رہتے ہیں

بھول بھی جاؤ میں شرابی ہوں

(ستارہ ریڈیو بند کرتی ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیتی ہے نرس حیران دیکھتی

رہ جاتی ہے۔)

ڈرالو

سین 7 ان ڈور رات

(گاؤں میں ایک چھوٹا سا چھیر ہے یہاں تین نوجوان لڑکے عاصم کے ساتھ بیٹھ کر تاش

کھیل رہے ہیں۔ ان میں ایک سلطان بھی ہے۔ یہ بالکل خاموش شاٹ ہے اور اس پر پچھلے

گانے کی موسیقی چلتی رہتی ہے۔)

کت

سین 8 ان ڈور (ہوٹل) دن کا وقت

(افتخار اور ستارہ ہوٹل میں۔ ستارہ اپنے دھلے ہوئے بال تولیے سے پونچھ رہی ہے۔)

افتخار: دوائی پی لی.....؟

(ستارہ اثبات میں سر ہلاتی ہے)

افتخار: کیا ہو گیا ہے تجھے۔ کہاں باتیں کرتی نہیں تھکتی تھی اور اب ہاں نہیں کے علاوہ کوئی

بات ہی نہیں۔

ستارہ: کیا بولوں افتخار..... کہنے کو اب رہا کیا ہے؟

- افتخار: تم دیکھو گی میں اس کم بخت کو چھٹی کا دودھ یاد دلادوں گا۔  
ستارہ: تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے۔
- افتخار: تم کو اس سے محبت ہو گی میں اس کا غلام نہیں ہوں۔  
ستارہ: تمہیں ہو کیا جاتا ہے ہر آدھے گھنٹے کے بعد.....
- افتخار: بس تمہارا میرا وعدہ ہے۔ ہم سکندر کو Discuss نہیں کریں گے۔ ختم۔ میں جو سوچوں میری مرضی۔ تم جو سوچو تم جانو۔  
(اس وقت چوکیدار پلیٹ میں بکرا ذبح کرنے کے لیے چھری رکھ کر لاتا ہے ساتھ ایک بکرا بھی ہے۔)
- چوکیدار: آپ جی جی ذرا یہ بکرے اور چھری پر ہاتھ پھیر دیں۔  
افتخار: یہ بکرا کہاں لارہے ہو اندر تمہیں ہوٹل والوں نے منع نہیں کیا۔
- چوکیدار: کیا تھا جی منع۔ بڑی مشکل سے مانے..... سروہ ہم سب مل کر صدقے دے رہے ہیں آپ جی کی جان کا۔
- افتخار: واہ سبحان اللہ۔ (خوشی کے ساتھ) میرے لیے تو کچھ نہیں کیا کبھی تم نمک حراموں نے۔ ایک چڑی قربان نہیں کی۔
- چوکیدار: (ہنس کر) آپ جی ذرا اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیں جی..... بکرے کے۔  
(ستارہ بکرے کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے۔)
- ستارہ: کتنی چمکدار آنکھیں ہیں اس کی۔ عبدالرحمان اتنے خوبصورت بکرے کو کیوں قربان کرنے لگے ہو مجھ پر..... (آہستہ) مجھ جیسی عورت پر۔
- چوکیدار: صدقے کی چیز بے داغ ہونی چاہیے آپ جی۔ نذیر اور میں بکر منڈی سے خود خرید کر لائے ہیں۔ اسی بکرے دیکھ کر ملا ہے۔
- (افتخار محبت سے بکرے پر ہاتھ پھیرتا ہے۔)
- افتخار: واہ یار مرنا ہو تو تیرے جیسا ہو کسی پر نثار ہو جان گنوائے آدمی۔ پلنگ پر ہڈیاں توڑ توڑ کر کیا مرنا۔
- (ستارہ چھری پکڑتی ہے چوکیدار منہ میں کچھ پڑھ کر چھری کو دم کرتا ہے۔ اس سین میں

محبت کی خوشبو آتی ہے۔)

افتخار: بلاوجہ نثار ہو جانے والے غرض و غایت کے بغیر چاہنے والے خوب ہوں گے  
ستارہ:.....

ستارہ: ہاں.....! ہوں گے۔

(بکرالے کر چوکیدار جاتا ہے۔)

افتخار: میں نے ایسی محبت کا مزہ چکھا نہیں لیکن سرشاری بہت ہوگی..... ہے نا؟

ستارہ: ہو سکتا ہے مایوسی بہت ہو۔

افتخار: نہیں نہیں۔ Ecstasy!.....just joy

(اس وقت مالی کی بیٹی آتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ ہے جسے اس نے جالی سے

ڈھانپ رکھا ہے۔ ہاتھ میں مویے کا ہار ہے۔)

افتخار: آؤ جی.....، آؤ جی آؤ جی..... یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

لڑکی: دیگ دی ہے میٹھے چاولوں کی ابے نے۔

ستارہ: دیگ کس خوشی میں۔

افتخار: اتنے پیسے کہاں سے آئے مالی کے پاس۔ اس کی تنخواہ تو نہیں بڑھی۔

ستارہ: لیکن خوشی کیا ہے۔

لڑکی: آپ کی صحت کی خوشی ہے۔ ابانے شاہ جمال میں منت مانی تھی۔ میں ساتھ گئی

تھی جی..... زردہ ہے آپا جی کھائیں۔

(افتخار اس سے پلیٹ لیتا ہے۔)

افتخار: تیری آپا جی کو کیا پتہ..... بندر کیا جانے اور ک کا سوا۔ لا مجھے دے اس ہوٹل کو

چھوڑ کر گھر چل..... ستارہ..... ان سے پیارے رشتہ کب ملیں گے تجھے۔

(ہاتھ سے کھاتا ہے لڑکی آپا جی کے گلے میں ہار ڈالتی ہے۔ ستارہ یکدم اتنی محبت سے

مغلوب ہو کر اس سے لپٹ جاتی ہے اور اونچے اونچے رونے لگتی ہے۔)

(سنوڈیو کا حصہ اس وقت یہاں میوزک ماسٹر ایک <sup>طلی</sup> چلی اور ایک ڈائریکٹر بیٹھا ہے۔ سب فرش پر بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس گاؤں کے سے ٹیک لگا کر سکندر بیٹھا ہے وہ اس وقت پائپ پی رہا ہے۔

میوزک: یہ سینس سکندر صاحب استھائی کے سر ایسے ہیں۔ دھن بجتی ہے پھر اپنی منمنی آواز میں گاتا ہے۔

وہ بلائیں تو کیا تماشہ ہو  
ہم نہ جائیں تو کیا تماشہ ہو  
سکندر: سمجھ گیا ہوں میں عنایت صاحب۔ بار بار کیا سمجھا رہے ہیں۔  
میوزک: انترہ دیکھ لیجئے۔

سکندر: ایک دفعہ دیکھ جو لیا ہے۔ اب بار بار اگر آپ کہلوائیں گے تو میرا گلا Hoarse ہو جائے گا۔

میوزک: اب آپ ادھر جلدی آجائیں سکندر صاحب، ریکارڈنگ کی طرف۔  
سکندر: آپ ذرا چل کر Bridges تو نکلوائیں Musicians سے۔  
میوزک: نکلے نکلائے ہیں۔ پرانے آدمی ہیں سرکار۔ ایک بار کان سے نکل جائے تو بجالیے ہیں۔

ڈائریکٹر: ماسٹر جی اگر ساؤنڈ ریکارڈسٹ آگئے ہوں تو مجھے اطلاع دے دیں فوراً۔  
میوزک: چل بھیجے چل میرے ساتھ غنی صاحب کا پتہ کریں۔ پہلے آپ آجائیں سرکار ہمارے پاس۔ آج آدمی شفٹ ہے۔

سکندر: آپ تیار ہوں تو مجھے پیام بھیج دیں فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

(میوزک ماسٹر اور <sup>طلی</sup> چلی جاتے ہیں۔)

سکندر: تو قیر صاحب ایک بات ہے۔  
ڈائریکٹر: جی فرمائیے۔

سکندر: آپ Mind نہ کریں لیکن مجھے بڑی مجبوری ہے۔

ڈائریکٹر: نہیں نہیں نہیں۔ آپ تو دوست آدمی ہیں۔

سکندر: مجھے پتہ ہے کہ آپ کو ناگوار ہوگا۔

ڈائریکٹر: کہیں صاحب جی۔ ناگوار کیسا؟

سکندر: دیکھئے آپ کے جو باقی کے چار گانے ہیں میں ان کے دس ہزار نہیں لوں گا۔

ڈائریکٹر: تو کیا کچھ کم لیں گے؟

سکندر: جی نہیں زیادہ لوں گا۔

ڈائریکٹر: آپ کو پتہ ہے سکندر صاحب پہلے ہی پوزیشن کتنی Tight ہے اوپر سے ڈسٹر

بیوٹر کا مزاج نہیں ملتا اس نے ایڈوائس کا جو وعدہ کیا تھا۔

سکندر: آپ کے Distributer مجھے کل ملے تھے اقبال سندھو صاحب کے۔

ڈائریکٹر: اچھا پھر؟

سکندر: وہ کہنے لگے سکندر صاحب آپ کے گانے ضمانت ہیں۔ ورنہ فلم تو بالکل ڈبہ۔

میں نے دو ریلیس دیکھی ہیں۔

ڈائریکٹر: اب یہ تو کہنے کی باتیں ہیں۔ مر گیا تھا اقبال سندھو ایک ایک شاٹ پر سینے پر ہاتھ

مارتا تھا۔

سکندر: فرجی وہ آپ کا اور اقبال سندھو کا معاملہ ہے لیکن میں دس ہزار میں فلم کے باز

گانے نہیں گا سکتا۔

ڈائریکٹر: دیکھئے ہمارا Agreement ہو چکا ہے۔

سکندر: یہ تو میں دوستی کی بنا پر کہہ رہا ہوں بالفرض میں Co-operate نہ کروں۔

وقت پر نہ آؤں آپ کی شفٹیں خراب کراؤں۔ کئی کئی بار آپ Musicians

کو Pay کریں تو آپ کا کتنا خرچ ہوگا۔

ڈائریکٹر: لیکن سکندر صاحب فلم کے درمیان میں پہنچ کر آپ یہ نیا مطالبہ کیسے کر سکتے

ہیں۔

سکندر: آپ سوچ لیں۔ آرام سے ٹھنڈے دل سے میں آپ کو مجبور نہیں کر رہا۔ گانے



آپ کے پورے کردوں گا لیکن ہر گانے کے پندرہ ہزار ہوں گے کل پانچ ہزار زیادہ کی بات ہے۔ آپ سوچ لیں۔  
(اٹھ کر جانے لگتا ہے۔)

ڈائریکٹر: کہاں جا رہے ہیں سکندر..... صاحب؟  
سکندر: مجھے شاید..... ذرا میرے گلے میں خراش پڑ رہی ہے۔ عنایت صاحب سے کہئے کہ آج میں گانہ ریکارڈ نہیں کر سکتا۔

ڈائریکٹر: ظلم خدا کا سکندر صاحب پینتیس آدمیوں کا Batch بیٹھا ہے۔ شفٹ کا خرچہ علیحدہ پڑ رہا ہے ساؤنڈ ریکارڈسٹ Busy آدمی پھر ملے ملے نہ ملے نہ ملے۔  
سکندر: (ذرا کھانسنے پر) اب ڈائریکٹر صاحب گلے پر تو آدمی کا اختیار نہیں۔  
(جب سے دو ہزار کے نوٹ ڈائریکٹر نکالتا ہے۔)

ڈائریکٹر: چلو صاحب جی..... ادھر..... سٹوڈیو کی طرف بادشاہو..... ذرا اسی بات کا غصہ نہیں لگا لیتے آؤ جی۔

سکندر: اب گایا جائے نہ گایا جائے گلا ٹھیک نہیں میرا۔

ڈائریکٹر: گایا جائے گا..... گایا جائے گا..... چلو جی۔

(محبت سے کھینچ کر لے جاتا ہے۔)

کٹ

سین 10 ان ڈور دن

(آپاجی کا کمرہ۔ اس وقت آپاجی گولے کناری لگے سوٹ ایک ٹرک میں پیک کر رہی ہیں۔)

جیسے وہ گمینہ کا جہیز سنوار رہی ہوں پاس عاصم کھڑا ہے۔)

عاصم: چپے سو روپیہ سہی اسی روپے سہی۔

آپا: میرے باپ کا کوئی کارخانہ نہیں چل رہا کہ تجھے فضول خرچیوں کے لیے سوچ پاس

نکال دیا کروں ہر روز۔

عاصم: ہر روز کہاں پیسے دیتی ہیں آپ۔

آپا: دیتی تو ہوں ناں ہر روز نہ سبھی دوسرے تیسرے ہی سہی۔

عاصم: دوسرے تیسرے بھی کب جی۔

آپا: اور..... یہ (ایک جوڑا اٹھا کر) یہ کیسے بنتے ہیں۔ تیری بہن کا جہیز۔ چوری کر کے

سینہ زوری کر کے..... کبھی منتیں کر کے کبھی پاؤں پکڑ کر۔ یہ سارا جہیز کس طرح

بنا ہے معلوم ہے تمہیں کچھ..... اس پر گونا نہیں لگا میرے آنسو ٹکے ہیں ہر

جوڑے پر۔

عاصم: خدا کی قسم میں کل آپ کو لوٹا دوں گا۔

آپا: کبھی تیرے تن پر اجلا کپڑا نہیں دیکھا۔ تیرے ہاتھ میں دو آنے کی مونگ پھلیاں

نہیں ہوتیں واپسی پر۔ یہ سارے روپے تو کرتا کیا ہے؟ یہ مت سمجھنا مجھے خبر

نہیں ہوتی۔

عاصم: ایک آدمی کو رام کر رہا ہوں آپا۔ وہ مجھے کویت بھیج دے گا۔ پھر میں وہاں سے

تجھے آپا خدا قسم آپا یہ جھولیاں بھر بھر روپیہ بھیجا کروں گا۔

آپا: رہنے دے بابا۔ پہلے فیروز کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس گئیں اب تو چلا ہے

کویت..... ہمیں کمائیوں سے معاف ہی کرو تم لوگ!

عاصم: چلو آپا پچاس دے دو۔

(پاس ہی ایک کوئٹی ڈنڈا پڑا ہے آپا ڈنڈا اٹھاتی ہے۔)

آپا: جاتا ہے کہ نہیں۔

عاصم: یہی ستارہ باجی ہوتیں تو سو کے بدلے سوا سود بیتیں۔

راشدہ: سوا سود سود بیتیں اور سوا ہزار کا احسان چڑھاتیں ستارہ باجی..... توبہ ہمارے خاندان

کا تو ایک ایک مرد بک گیا ستارہ باجی کے ہاتھ پر۔

عاصم: ویسے سچی بات کہوں آپا۔

آپا: کہو کہو..... سارے گھر کو مجھے ہی تو سچی باتیں سنانی ہوتی ہیں۔

ستارہ باجی نے ہمارے لیے جو کچھ کیا وہ کچھ کم نہیں تھا۔  
 کیا کیا ہمارے لیے..... بتا کیا کیا؟ ایک گھر تو بنا کر نہ دیا سر چھپانے کے لیے۔  
 جتنے پیسے فیروز بھیا ان سے لے کر ریس کھیلے آیا اس سے تو تین کوٹھیاں بڑی  
 تھیں۔

تو وہ منع کرتی اپنے خاوند کو۔ نہ کھیلنے دیتی ریس پیسہ جوڑتی کوٹھیاں بنواتی۔ فیروز  
 کی زندگی نہ بن جاتی.....

آپ منع کر لیتی ہیں میاں جی کو کسی بات سے!..... ہیں آپ؟  
 ہاں اگر میں چاہوں تو ہو جاتے ہیں منع۔

(شرمندہ ہو کر)

یعنی میاں جی آپ کی مرضی سے مجھے کراتے ہیں؟ آپ کی مرضی سے صبح و  
 شام پہلوانوں کی خدمتیں ہوتی ہیں۔ آپ کی مرضی سے سارے مزارعوں کی  
 جوان بیٹیوں کو زیور بن بن کر جاتا ہے ہیں آپ؟

(یکدم اپنے پلے سے پچاس روپے کا نوٹ نکالتی ہے اور دبے ہوئے غم اور غصے  
 سے کہتی ہے) لے یہ پچاس روپے اور دفع ہو..... اور خبردار جو میرے سامنے پھر  
 کبھی ستارہ کا نام لیا تو نے..... جاکھڑا کیوں ہے۔

تھینک یو..... تھینک یو..... آپ تو ستارہ باجی سے بھی اچھی ہیں راشدہ آپ۔  
 (آپا یکدم چپ چاپ ہو کر بیٹھ جاتی ہے جیسے برف پڑ گئی ہو۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور

(ٹیلر ماسٹر کی دکان یہ ٹرائی روم ہے اس وقت سکندر نے قمیص اور پینٹ پہن رکھی ہے۔  
 ٹائی مگی ہوئی لیکن کوٹ کھونٹی پر لٹک رہا ہے۔ ٹیلر ماسٹر اس کا ناپ لے کر کاپی میں درج

کرتا جا رہا ہے۔ سکندر اپنے آپ کو کمرے میں لگے ہوئے آئینوں میں دیکھتا ہے اور اپنے پر فریفتہ ہے۔ وہ آئینے میں اپنی خوبصورتی کو دیکھ کر نرگسیت کا شکار ہو رہا ہو۔ ٹیلر اس کو چھاتی، بازو، کف بیک ناپتا ہے۔ پھر پتلون کی لمبائی دیکھتا ہے۔ اس دوران ریڈیو پر سہارا گارہی ہے۔

(غزل غالب)

آگہ میری جان کو قرار نہیں ہے  
طاقت بیداد انتظار نہیں ہے  
گریہ نکالے ہے تیری بزم سے مجھ کو  
ہائے کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے  
قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے  
وائے اگر عہد استوار نہیں ہے

کٹ

سین 11 ان ڈور دوپہر

(عاشی کا بندرूम جس میں ایک طرف Living Room بھی بنا ہوا ہے۔ اس سین میں ایک نیا کردار مسکین آتا ہے۔ اس کردار کو بہت ہلکی آواز میں بات کرنے کی عادت ہے۔ اول اگر اشارے سے کام چلے تو وہ بات نہیں کرتا۔ اگر نظر سے کام بن جائے تو بھی وہ بات نہیں کرتا۔ دبلا پتلا چالیس اور پچاس کے درمیان۔ چپتے کی طرح تیز آنکھیں اور کسی لڑکی کی طرح نرم و نازک ذہن۔

اس وقت سکندر پلنگ پر سو رہا ہے۔ عاشی ایک صوفے میں دھنسی بیٹھی ہے اس کے پاس ایک سکرپٹ ہے جسے وہ Study کر رہی ہے۔ سکرپٹ پڑھنے کے بعد وہ اسے ٹھپ بند کرتی ہے اور زبانی منہ سے الفاظ نکالے بغیر یہ جملہ ادا کرتی ہے جیسے سیٹ پر جانے سے پہلے

جملے رٹ رہی ہو۔ (پچھلی غزل بہت مدھم آواز میں سو پر امپوز کیجئے)

(بغیر آواز کے۔ لیکن زیادہ Expressions کے ساتھ) لیکن تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے؟ جانتے نہیں میں نواب فیض اللہ صاحب کی پوتی ہوں؟ تم جیسے لوگ تو ہمارے دربانوں کے نوکر ہیں۔ جاؤ چلے جاؤ۔

(ایک بار پھر سکرپٹ دیکھتی ہے اور آنکھیں بند کر کے یہ جملہ دوہراتی ہے۔)

تم جیسوں کی میں کیا پرواہ کرتی ہوں۔

اب وہ سکرپٹ کو صوفے پر رکھتی ہے اور ڈرینگ ٹیبل کے سامنے جاتی ہے۔ آئینے کے

سامنے بیٹھ کر یہی جملے پھر ادا کرتی ہے اور اپنے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو Study کرتی

ہے۔ پھر ڈرینگ ٹیبل سے پاؤڈر اٹھا کر صوفے تک آتی ہے۔ اپنے پیروں میں پاؤڈر لگاتی

ہے اس وقت اس کی ماں آتی ہے۔ اس نائیکہ کو ہم ستارہ کے ساتھ متعارف کر چکے ہیں وہ

آتی ہے اور اشارہ کرتی ہے کہ ناچ سکھانے والے ماسٹر صاحب آئے ہیں۔ عاشی دونوں

ہاتھوں سے ماں کو چلے جانے کا اشارہ کرتی ہے۔ پھر ہاتھ جوڑتی ہے اور سکندر کی طرف

اشارہ کرتی ہے۔ جیسے بتا رہی ہو کہ سکندر سو رہا ہے پلیز آپ اسے جگانے دینا۔ نائیکہ

قدرے غصے اور بیزاری سے جاتی ہے عاشی پھر سکرپٹ اٹھاتی ہے دو تین صفحے ادھر ادھر

کر کے دیکھتی اور اس بار نہایت شیریں مسکراہٹ چہرے پر لا کر ان جملوں کی پریکٹس کرتی ہے۔

آپ کو کیا پتہ کہ کوئی آپ کا کتنا انتظار کرتا ہے۔ جائیے باتیں بنانا کوئی آپ سے سیکھے۔

(یہ دو جملے وہ دو تین طریقوں سے ادا کرتی ہے اس کے بعد ایک لمبی جمائی لیتی ہے اس

وقت مسکین چائے کا ٹرے لے کر داخل ہوتا ہے۔ وہ چیتے کی نظر سے سکندر کی جانب دیکھتا

ہے۔ پھر چائے کے ٹرے کو عاشی کی طرف لاتا ہے۔ عاشی اشارہ کرتی ہے کہ ٹرے سکندر

کے پاس والی تپائی پر رکھ دو۔ جانے لگتا ہے تو عاشی اسے اپنے پاس بلاتی ہے۔ قریب میز پر

رکھی ہوئی گھڑی اسے پکڑاتی ہے مسکین سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا ہے۔)

(سرگوشی میں) چھ بجے کا الارم لگا دیں۔ مجھے چھ بجے سنو ڈیو پہنچنا ہے۔

(مسکین چابی دینا چاہتا ہے عاشی قدرے غصے سے لیکن بڑی دبی آواز میں)

عاشی:

عاشی:

عاشی:

عاشی: باہر جا کر چابی دیں..... وہ اٹھ جائیں گے۔

(یہاں تک موسیقی لگائی۔ مسکین گھڑی لیکر باہر جاتا ہے۔ اب عاشی کو چھینک آتی ہے وہ چھینک مار کر چہرے پر ہاتھ رکھتی ہے۔ کمرہ سکندر پر آتا ہے وہ آنکھیں کھولتا ہے۔ پلنگ پر دوسری جانب ہاتھ پھیرتا ہے۔)

سکندر: عاشی! عاشی! عاشی!

(عاشی اٹھ کر پاس آتی ہے۔)

عاشی: یہ میری کمبخت چھینک نے تمہیں جگا دیا۔

سکندر: نہیں کافی سولیا۔ میرا خیال ہے تم نہیں سوئیں۔

عاشی: ہماری قسمت میں نیند کہاں۔ خدا قسم یہ میرا پرو فیشن نیند کا جانی دشمن ہے۔ ساری

ساری رات شوٹنگ سارا سارا دن ٹریننگ اب ڈانس ماسٹر آگیا ہے اب سوئمنگ سیکھو۔ اب رائیڈنگ کرو۔ تو بہ۔

سکندر: کیا کر رہی تھیں؟

عاشی: ذرا لائسنز یاد کر رہی تھی۔

(اب عاشی فرش پر بیٹھی ہے سکندر پلنگ پر۔ اس طرح سکندر اس کے بالوں کو چھو سکتا ہے۔)

سکندر: مجھے لگتا ہے کہ میں صدیوں بعد اتنی گہری نیند سویا ہوں۔

عاشی: (شرارت سے) ستارہ کو بھی یہی کہا کرتے تھے۔

سکندر: ان کے ساتھ تو میں دبی دبی نفرت کا اظہار کیا کرتا تھا۔

عاشی: کیوں؟ دبی دبی کیوں۔

سکندر: کیونکہ..... ان کے مجھ پر بڑے احسانات تھے اور میں، مجھے کمینہ پن لگتا تھا کہ میں

اپنی نفرت کا اظہار سیدھے الفاظ میں کروں۔

عاشی: تمہاری بھی بڑی الٹی سائیکالوجی ہے۔

سکندر: جس چیز سے وہ محبت کرتی تھیں میں اس سے نفرت کا اظہار کرتا اس طرح ان

روح بہت زیادہ مجروح ہوتی تھی۔

عاشی: کیا مطلب۔  
 سکندر: ان کو پھولوں سے، سازوں سے، شعروں سے محبت تھی۔ وہ جگہ بے جگہ بڑے بڑے گلدستے سجایا کرتی تھیں۔ مجھے پھولوں سے ہی نفرت ہو گئی۔  
 عاشی: جائیں جائیں پھولوں سے کون نفرت کر سکتا ہے۔  
 سکندر: نفرت تو نہیں ہو سکتی لیکن ان کو Scape goat تو بنایا جاسکتا ہے۔ ان سے نفرت کے اظہار کا موثر طریقہ تو یہی تھا کہ میں ہر اس چیز سے نفرت کروں جس سے انہیں محبت تھی۔

عاشی: How horribly ---- How mean mean (How horribly mean)  
 سکندر: میں گلدستے اٹھا کر پھینک دیتا۔ ملازموں کو اٹھانے کا حکم دیتا۔ پھولوں میں سگریٹ کی Ash ڈالتا۔

عاشی: مجھے (نظریں جھکا کر) مجھے بھی تو پھولوں سے محبت ہے سکندر۔  
 سکندر: یہی تو فرق ہے۔ وہ ٹیلی ویژن پر Vase رکھتی تھی تو مجھے بوجھ لگتا تھا۔ تم میرے سر پر گلزار کھ دو تو راحت ہوتی ہے۔  
 عاشی: سچ۔

(مسکین اس وقت گھڑی اٹھائے آتا ہے اور بڑی پھنکارنے والی دبی دبی آواز میں کہتا ہے۔)  
 مسکین: لگا دیا جی الارم۔

(پھر نگاہ عاشی اور سکندر پر ڈال رہا ہے۔ سکندر اس کے وجود سے بے خبر عاشی کے بالوں میں اٹھلیاں پھیر رہا ہے۔)

مسکین: ماسٹر جی۔

عاشی: کیا جی؟

(ذرا سا اونچے) ڈانس ماسٹر جی۔

آپ اونچی نہیں بول سکتے۔ خدا کے بندے گلا استعمال کے لیے دیا ہے خدا نے۔

(ذرا اور اونچے) جی ماسٹر جی آئے ہیں۔ ماسٹر بشیر۔

(سکندر کا ہاتھ اٹھا کر) چلو۔ بی بی بہت سخت ہیں جان سے مار دیں گی۔

مسکین: (آہستہ سے چائے کی طرف اشارہ کر کے) چائے۔  
عاشی: وہیں لے آئیں۔

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(ستارہ بہت اچھے لباس میں بیٹھی ہے۔ پر کچھ ایسے دل برداشتہ طریقے سے کہ اس کا سر

صوفے کی پشت سے لگا ہے۔ وہ کلی طور پر بیزار نظر آتی ہے۔)

ستارہ: نفرت کے اظہار کے بہت سے طریقے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک پوری بولی ہوتی ہے۔  
محبت کی زبان جیسی۔

افتخار: چلو چھوڑو۔ مٹی ڈالو۔ قسمت میں یو نہیں تھا۔

(افتخار اس وقت ڈرینگ ٹیبل کے سامنے کھڑا نائی درست کر رہا ہے۔)

افتخار: (غصے سے) ساری عمر نائی لگائی ایک دن ناٹ درست نہیں لگی مجھے اپنی۔

(مگر پھر سے نائی کھولتا ہے۔)

ستارہ: جب بلاوجہ کوئی شخص آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو پکڑ کر اس پر لبا چڑا لکچر دینے لگے تو تو وہ آپ کو پسند نہیں کرتا۔

افتخار: سکندر کی باتیں مت کیا کرو۔ پتہ ہے بچے ادھیڑ نے سے کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پھول کو پتی پتی دیکھ تو پھول باقی نہیں رہتا۔

ستارہ: اس نے شاعری کی تمام کتابیں ردی میں نکلوا دیں۔ میر غالب سب گھر سے نکال دیئے۔ کیونکہ مجھے ان سے محبت تھی۔

افتخار: چلو اٹھو دیر ہوتی ہے Good Girl۔

ستارہ: میں سارا دن سوچتی رہتی ہوں میں نے کہاں غلطی کی؟ میں نے کہاں بھول کی۔  
مجھ سے کوئی خطا ہوئی۔ میں کیا کر سکتی تھی اور اور میں نے نہیں کیا۔



افتخار: تم اسے بہت کچھ دے سکتی تھیں جو تم نے نہیں دیا۔ تم اسے خود طلاق دے سکتی تھیں اور تم نے نہیں دی۔ تم اس کا کیرئیر تباہ کر سکتی تھیں اور تم نے نہیں کیا۔

توبہ توبہ کتنی سخت سوچ۔

ستارہ:

اٹھو چلو خدا قسم دیر ہو گئی۔

افتخار:

شاید وہ کبھی مجھے یاد کرتا ہو گا۔

ستارہ:

ضرور مگر نیکی کے ساتھ نہیں۔

افتخار:

تم میری طرف سے معذرت نہیں مانگ سکتے۔

ستارہ:

تم کو معلوم ہے غوری صاحب کے ساتھ میرے کتنے پرانے مراسم ہیں۔ وہ مائنڈ

افتخار:

کریں گے۔

میں کیا کروں گی وہاں جا کر۔ جھوٹی باتیں جھوٹی مسکراہٹیں۔ مجھ سے آج ایکٹنگ

ستارہ:

نہیں ہو گی۔

وہ تمہارا غسل صحت منار ہے ہیں۔ اور تم جی اپنے قدر دانوں کی پروا نہیں کرتی

افتخار:

ہو تم کو ایک ضد لگی ہے کہ جو تم سے نفرت کرتا رہا اسی سے محبت کروا کے ہٹو گی۔

چلو اٹھو۔ کچھ Curtsy بھی ہوتی ہیں۔ کچھ Manners بھی ہوتے ہیں۔

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(اس وقت ماسٹر بشیر ناچ سکھا رہے ہیں اور توڑے بول رہے ہیں سکندر چائے بنا رہا ہے اور

بسکٹ کھاتا ہے۔ اس وقت عاشی ناچ رہی ہے۔ ہارمونیم بج رہا ہے اور ستار والا ستار بجا رہا

ہے۔ طبلہ ساز نداد دے رہے ہیں۔ نائیکہ چائے پی رہی ہے۔

ماسٹر:

دھن دھن دھن دھن دھا

دھن دھن دھن دھا دھا..... دھا..... دھا

(کچھ دیر ناچ جاری رہتا ہے پھر یکدم جیسے Inspire ہو کر گانے لگتا ہے۔)

گیت:

سکندر: جھوم کر گاؤں میں شرابی ہوں۔

رقص فرماؤں میں شرابی ہوں۔

(ماسٹر بشیر توڑا بولتے ہیں اور عاشی اسے پاؤں سے نکالتی ہے۔)

سکندر: لوگ کہتے ہیں رات بیت چکی مجھ کو سمجھاؤں میں شرابی ہوں۔

(جس وقت ماسٹر بشیر اور عاشی کام کرتے ہیں نائیکہ اور سکندر اطمینان سے چائے پیتے رہتے ہیں۔)

ڈزالو

سین 13 ان ڈور رات

(ڈائریکٹر غوری کے گھر میں فلمی ستاروں کی پارٹی ہے۔ ایک بڑی سی کونخسی کے آگے قطار در قطار

کاریں کھڑی ہیں۔ ستارہ اور افتخار آتے ہیں۔ کارپارک کرتے ہیں اور اندر کی طرف جاتے ہیں۔

رات کا وقت پورچ میں ڈائریکٹر غوری اپنی بیگم کے ساتھ کھڑے ہیں۔ افتخار اور ستارہ آتے ہیں۔

برآمدے میں دو چار فلمی قسم کے لوگ کھڑے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ افتخار اور ستارہ آتے ہیں

انہیں ڈائریکٹر غوری اور ان کی بیگم ریسو کرتے ہیں اور یہ ڈائریکٹر بولتے ہیں لیکن آواز نہیں آتی۔

غوری: اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔

ستارہ: شکریہ جی ٹھیک ہے۔

(اب ایک اور عورت آکر ستارہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے اور پوچھتی ہے۔)

(Socially Graceful طریقے سے)

ایکٹرس: ہائے بھئی کبھی نظر نہیں آئیں آپ طبیعت کیسی ہے اب۔

ستارہ: اب تو ٹھیک ہے۔

ایکٹرس: ہسپتال میں Admit ہو گئی تھیں آپ۔ نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا ناں۔  
 (یہ ٹکڑا بھی Silent ہے۔ اس طرح ایک آدھ اور شخص اس کی طبیعت کا پوچھتا ہے ہر  
 ایک طبیعت کے پوچھنے سے ستارہ کو قلبی تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ بظاہر مسکراتی ہے۔  
 موسیقی اس حصے پر غالب رہتی ہے۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور رات

(ایک نوجوان آدمی جو شکل سے تو نورس باز نہیں ہے لیکن اصلاً ہے شلوار قمیص پہنے ہوئے۔ یہ  
 شخص بڑا چلتا پرزہ ہے۔ گاؤں میں اس کا کاروبار یہ ہے کہ یہ سکول ماسٹر کا سالہا ہے اور اس نے  
 چھوٹی سی جعلی ڈپنری کھول رکھی ہے۔ اس وقت عاصم اس کے پاس ڈپنری میں موجود  
 ہے۔ گاؤں میں ڈاکٹر بنا ہوا ہے۔ ایک بڑھیا کی آنکھوں میں دوائی ڈال رہا ہے۔)

بڑھیا: کا کا میری بہو تو کہتی ہے کہ میری آنکھوں میں موتیا اتر رہا ہے۔ دوائی سے کچھ اثر  
 نہیں ہو گا۔

سلطان: ڈپنری میں نے کھول رکھی ہے کہ تیری بہو نے۔

بڑھیا: مجھے تو کچھ فرق لگتا ہے پہلے سے۔

سلطان: فرق ہے اماں وڈی بہت فرق ہے تو دوائی ڈلواتی رہ آرام سے چائن ہو جائے گا  
 آنکھوں میں۔

بڑھیا: قرآن شریف پڑھنے لگوں گی کا کا۔

سلطان: اب یہ تو تیری ہمت پر ہے اماں وڈی بیماری پرانی ہے۔ جم کر علاج کرائے گی تو

مرض جاتا رہے گا۔

بڑھیا: کا کا کتنے پیسے۔

سلطان: دو روپے چار آنے۔

(بڑھیا پلا کھول کر دو روپے نکالتی ہے۔)

بڑھیا: اب اس وقت تو چار آنے نہیں ہیں۔ سلطان کا کا۔

سلطان: نہ سہی نہ سہی چل جانے دے۔ اللہ رازق ہے۔ (اٹھ کر اماں کو اٹھاتا ہے) اماں

تیل کا تزکا مت کھانا آنکھوں کے لیے برا ہوتا ہے۔

بڑھیا: میں نے کہا تھا اپنی بہو کو کا کا۔ پر وہ روج کر لیے پکاتی ہے۔ تیل کے تڑکے میں، وہ

چاہتی ہے میں انھی ہو جاؤں۔

(سلطان اسے محبت سے پکڑ کر دروازے تک پہنچاتا ہے۔)

سلطان: سلام اماں وڈی۔

بڑھیا: اللہ سکھی رکھے خوش رہے۔ بیٹا تیری ڈشپنٹری چلتی رہے بڑے سکھ دیئے ہیں تو

نے ہمارے گاؤں کو۔

(بڑھیا جاتی ہے اب سلطان عاصم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔)

سلطان: کیوں چن جی کوئی انتظام ہوا پھر۔

عاصم: (جیب سے پچاس کانوٹ نکال کر) یہ پچاس تو پکڑ باقی بھی لاؤنگا۔

سلطان: چن جی یہ تو زیادتی ہے تمہاری۔ قسطوں میں رقم نہیں ملنی چاہیے۔

عاصم: لاؤنگا لاؤنگا۔ پورے ٹکٹ کے پیسے لاؤنگا ایک باریار تم پاسپورٹ بنوادو میرا۔

(سلطان دراز کھولتا ہے۔ اس میں سے پاسپورٹ کے فارم نکالتا ہے۔)

عاصم: لے آئے فارم۔

سلطان: اور کیا؟ ہمارے وعدے جھوٹے نہیں ہوتے پیار یو یہ دیکھو جناب والا۔ آپ کے

فارم پر سو روپے کی ٹکٹ بھی خود اپنے پلے سے لگائی ہے۔ چن جی ہم صرف تاش

ہی نہیں کھیلتے تیرے ساتھ نانواں بھی لگاتے ہیں تیری ذات پر۔

عاصم: فارم لے آئے؟ کمال کر دیا..... ٹکٹ بھی لگا دیا سبحان اللہ۔

(سلطان کو پکڑ کر اس کی بائیں گال چومتا ہے۔)

سلطان: بھائی میرے ان خالی جمیوں کے ساتھ تو کویت نہیں پہنچ سکتا۔ فارم داخل ہوگا

کچھ پیسے لگیں گے آگے کام نکلوانا ہے۔ رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ پھر جن کے